رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ :- الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY
AL FAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی
سالانہ عہ
ششماہی ۴ہر
سہ ماہی ۲/۱ ہے
ماہانہ - ۱ہر

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند عہ/۱۱

جلد ۲۴	۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ	یوم شنبہ	مطابق ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ستمبر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کے ڈلہوزی سے تشریف لانے کی کل توقع تھی۔ اور حضور ڈلہوزی سے کل روانہ بھی ہوگئے۔ لیکن بٹالہ پہونچنے پر قادیان کی گاڑی روانہ ہو چکی تھی اس لئے حضور نے رات سٹیشن پر ہی بسر فرمائی۔ اور صبح ۹ بجے قادیان پہونچے۔ حضور اپنے خاندان کے تمام افراد سمیت تشریف لے آئے ہیں۔ آج ½ ۵ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ کل سفر میں بارش سے بھیگنے کے باعث حضور کو سر درد کی تکلیف ہوگئی۔ جو آج صبح زیادہ شدید ہوگئی۔ اس وقت سر درد میں تخفیف ہے۔ لیکن ۱۰۱ درجہ سے زیادہ بخار اور ضعف ہے۔

احباب دعائے صحت فرمائیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔

تحقیقاتی کمیشن کے حسب ذیل ممبر صاحبان نے آج سے پھر اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ جو انشاء اللہ ۱۳ ستمبر تک مسلسل جاری رہے گا۔ (۱) حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب صدر (۲) جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (۳) جناب ملک غلام محمد صاحب (۴) جناب چودھری عطا محمد صاحب (۵) جناب غلام محمد صاحب اختر سکرٹری۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گناہ اس میل کی طرح ہے جو کپڑے سے ہر وقت دور کیجا سکتی ہے

"عام لوگوں کی عادت ہے۔ کہ صرف دنیا کے واسطے دعائیں کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اصل دعا دین کے واسطے ہے۔ اور اصل دین دعا میں ہے۔ یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم گنہگار ہیں ہماری دعا کیونکر قبول ہوگی۔ انسان خطا کرتا ہے۔ مگر دعا کے ساتھ آخر نفس پر غالب آجاتا ہے۔ اور نفس کو پامال کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے انسان کے اندر یہ قوت بھی فطرتاً رکھ دی ہے۔ کہ وہ نفس پر غالب آجائے۔ دیکھو پانی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ آگ کو بجھا دے پس پانی کو کتنا ہی گرم کرو اور آگ کی طرح کرو پھر بھی جب وہ آگ پر پڑیگا تو ضرور ہے کہ آگ کو بجھا دے جیسا کہ پانی کی فطرت میں برودت ہے ایسا ہی انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک شخص میں خدا تعالےٰ نے پاکیزگی کا مادہ رکھ دیا ہوا ہے اس سے مت گھبراؤ کہ ہم گناہوں سے ملوث ہیں۔ گناہ اس میل کی طرح ہے۔ جو کپڑے پر ہوتی ہے۔ اور دور کیجا سکتی ہے تمہاری طبائع کیسے ہی جذبات نفسانی کے ماتحت ہوں۔ خدا تعالےٰ سے روؤ اور دعا کرتے رہو تو وہ ضائع نہ کریگا وہ حلیم ہے اور غفور الرحیم ہے۔"

کشمیر میں احمدیوں پر شدید مظالم

سرینگر میں ایک معزز احمدی سیاح کو پیٹا گیا

اور

تین احمدیوں کے مکانات جلا دیئے گئے

کشمیر کے حکام نے احمدیوں کے متعلق جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور جس کا تازہ ثبوت ان احکام سے مل چکا ہے۔ جو جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کے مذہبی سالانہ جلسہ کو روکنے کے لئے محض اس لئے جاری کئے گئے۔ کہ بعض فتنہ پرداز لوگ نہیں چاہتے تھے۔ کہ احمدی جلسہ منعقد کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ بیرونی علاقہ تو الگ رہا۔ ریاست کے دارالسلطنت میں احمدیوں کے لئے امن مفقود ہو رہا ہے۔ چنانچہ اخبار اصلاح سرینگر بجم ستمبر نے جو آج (۳ ستمبر) موصول ہوا ہے۔ یہ دلخراش خبر سنائی ہے کہ ایک معزز سیاح پر محض اس کے احمدی ہونے کی وجہ سے ایک ہوٹل میں حملہ کر کے اسے پیٹا گیا۔ چنانچہ معاصر موصوف لکھتا ہے:۔ "۲۸ اگست کو ایک معزز احمدی سیاح زینہ کدل میں خلیل واز کے ہوٹل میں کھانا کھا رہے تھے۔ کہ دوران گفتگو میں ہوٹل کے مالک کو معلوم ہوا۔ کہ آپ احمدی ہیں۔ اس پر چند غنڈوں کی معیت میں ہوٹل کے مالک نے صاحب موصوف پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں پیٹا گیا"

اس واقعہ کی اطلاع فوراً بذریعہ ٹیلیفون وزیٹرز بیورو کو دے دی گئی۔ اور دوسرے دن سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سرینگر ان صاحب کو ساتھ لے کر ڈائرکٹر صاحب وزیٹرز بیورو سے ملے۔ جنہوں نے تسلی دلائی۔ کہ مجرموں کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے گی۔

ایک معزز سیاح کے ساتھ حکومت کشمیر کے دارالحکومت میں یہ جابرانہ اور ظالمانہ سلوک نہایت ہی شرمناک ہے۔ اور اگر مجرموں کو قرار واقعی سزا نہ دی گئی۔ تو کوئی معزز سے معزز سیاح بھی ریاستی غنڈوں کے ہاتھوں اپنی عزت محفوظ نہ سمجھے گا۔ اور نہ کوئی شریف انسان سیاحت کے لئے ادھر کا رُخ کریگا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ وزیٹرز بیورو اس معاملہ کو وہی اہمیت دیگا۔ جس کا یہ مستحق ہے اور معزز احمدی سیاح کو جو روحانی اور جسمانی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اس کا پوری طرح ازالہ کرے گا۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ تھوڑے سے عرصہ میں تین احمدیوں کے مکانات مختلف مقامات میں جلائے جا چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ کشمیر میں احمدیوں پر ظلم و ستم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر حکومت کشمیر نے اسی طرح سہل انگاری سے کام لیا۔ جس طرح اس وقت تک لیا جا رہا ہے۔ اور حکام نے احمدیوں کے متعلق اپنا معاندانہ رویہ نہ بدلا۔ تو اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ ذمہ وار حکام کو فوراً توجہ فرمانی چاہیئے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ چوہدری علی بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۳۳ ضلع سرگودھا بعارضہ چنبل سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ محمد اسحٰق سیالکوٹی (۲) میری والدہ صاحبہ کو آنکھوں کی تکلیف ہے صحت بھی کمزور ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان کی کامل صحت یابی کے لئے اور والد صاحب کی دینی و دنیاوی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا کریں۔ خاکسار بشارت احمد امروہوی قادیان (۳) میرے بھائی چوہدری محمد الٰہی خان صاحب آج گیارہ یوم سے بعارضہ وجع المفاصل بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ فضل الٰہی خان تلونڈی موسیٰ خاں (۴) عزیزی عبدالحفیظ عرصہ ایک ماہ سے بہت بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا کریں۔ مرزا محمد حسین۔ قادیان (۵) میرے لڑکے شمس الدین احمد کا فائنل سندھی امتحان ۱۲ ستمبر کو شروع ہونے والا ہے۔ احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد پریل کمال ڈیرہ سندھ

حافظ سید عبدالمجید صاحب مرحوم آف منصوری

حافظ سید عبدالمجید صاحب مرحوم بروز جمعہ بتاریخ ۲۸ اگست ۳۶ء کو فوت ہوئے تھے۔ چونکہ انہیں یہ خصوصیت حاصل تھی۔ کہ علاوہ ذاتی طور پر ایک نہایت درجہ مخلص اور فدائی احمدی ہونے کے وہ جماعت احمدیہ منصوری کے بانی تھے اور ایک عرصہ دراز تک اس جماعت کے کامیاب امیر رہ چکے تھے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تار دی گئی تھی۔ کہ حافظ صاحب مرحوم کو بہشتی مقبرہ کے خاص حصہ میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بواپسی جواب ارسال فرما دیا تھا۔ کہ حافظ صاحب مرحوم اس کے مستحق ہیں۔ انہیں مقبرہ کے خاص حصہ میں دفن کیا جائے۔ لیکن سوئے اتفاق سے یہ تار قادیان میں بر وقت نہیں پہونچی۔ اور مناسب وقت انتظار کرنیکے بعد حافظ صاحب مرحوم کو مقبرہ بہشتی کے دوسرے حصے میں دفن کر دیا گیا۔ لہٰذا اب اس اعلان کے ذریعہ یہ شائع کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حافظ صاحب مرحوم کے متعلق خاص حصے میں دفن کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ جس طرح ظاہری طور پر حافظ صاحب مرحوم کو مقبرہ کے خاص حصے میں دفن کرنے کی اجازت حاصل ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ انہیں اسی طرح جنت کے اعلےٰ حصہ میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(محمد سرور امیر مقامی جماعت احمدیہ۔ قادیان ۲/۹/۳۶)

شیخ جان محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا افسوسناک انتقال

یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ شیخ جان محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ جنہوں نے چند دن ہوئے میو ہسپتال لاہور میں اپنڈے سائٹس کا اپریشن کرایا تھا۔ یکم ستمبر کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ ہمیں مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

دعائے نعم البدل

۱۔ افسوس خاکسار کا چھوٹا بچہ مبارک احمد بعمر ۱۰ ماہ فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ اور صبر جمیل کی توفیق دے خاکسار غلام حسین لدھیانوی از دہلی (۲) عاجز کا بچہ ۹ اگست کو فوت ہو گیا ہے احباب دعائے نعم البدل کریں۔ خاکسار محمد علی گوجرانوالہ۔

دعائے مغفرت

میاں نور محمد صاحب جلد ساز ساکن محلہ ویکفیلڈ گنج لدھیانہ کا ۲۷ اگست کو بعمر ۶۰ سال انتقال ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کے جرم میں احرار کے نمائندہ کو سزا

امیر مجلس احرار قادیان کو ڈیڑھ سال قید سخت

احرار نے جب خاص اغراض کے ماتحت اور خاص حلقوں کی امداد سے جماعت احمدیہ کے خلاف خاص قادیان میں فتنہ و فساد کی بنیاد رکھی۔ تو اپنا نمائندہ ایک ایسے شخص کو بنا کر بھیجا۔ جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی۔ کہ پرلے درجہ کا بدزبان شوریدہ سر اور فتنہ پرداز تھا۔ اور چونکہ ڈیڑھ عشرہ تک ایک خیراتی مدرسہ میں روکھے سوکھے ٹکڑے کھانے کے بعد اس بات کا محتاج تھا۔ کہ اپنا پیٹ پالنے کے لئے کوئی دھندا تلاش کرے۔ اس لئے اس نے احراری لیڈروں کو خوش کرنے اور انہیں اپنی کارگزاری دکھانے کے لئے جماعت احمدیہ کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی میں انتہائی زور لگایا۔ کوئی بدزبانی۔ کوئی الزام۔ کوئی تہمت اور کوئی افترا ایسا باقی نہ چھوڑا۔ جو اس نے جماعت احمدیہ کے مقتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے خاندان کے متعلق نہ کیا۔ قادیان میں کھلے بندوں نہ کیا۔ ہر ایک کی عزت و آبرو کی حفاظت کے ذمہ وار حکام کے سامنے نہ کیا۔ فحش گوئی۔ اور بے حیائی کے افعال کے متعلق بازپرس کرنے والے حکام کے روبرو نہ کیا۔ لیکن کسی نے ذرا بھی حرکت کی۔ یہ وقت جبکہ ایک طرف توپے درپے احرار کا نمائندہ اور ان کی مجلس قادیان کا امیر بدزبانی اور بدگوئی کے تیر نہایت شدت کے ساتھ چلا رہا تھا اور دوسری طرف حکام سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہوئے کانوں میں روئی ٹھونسے پڑے تھے۔ قادیان کے احمدیوں کے لئے نہایت کٹھن وقت تھا۔ اور عام حالات میں یہ حالت قطعاً ناقابل برداشت تھی۔ لیکن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو سنبھالا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس عمدگی کے ساتھ سنبھالا۔ کہ احرار۔ اور ان کے حامیوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ ان کی ساری کوشش یہ تھی۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ احمدیوں کو اشتعال دلا کر آپے سے باہر کر دیا جائے اور جب فساد شروع ہو جائے۔ تو امن قیام کے ذمہ وار حکام کو براہ راست احمدیوں پر تشدد کرنے اور انہیں اور زیادہ کڑی مصائب میں مبتلا کرنے کا موقعہ مل جائے لیکن یہ موقعہ انہیں نہ ملا۔ اور وہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔

غرض احرار کے نمائندہ عنایت اللہ نے مسلسل دو اڑھائی سال قادیان اور اس کے ارد گرد کے دیہات میں وہ اودھم مچایا جس کی کوئی حد نہ رہی۔ اور پھر لطف یہ کہ اپنی سابقہ عادت سے مجبور ہو کر اور عوام پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ احرار اس قدر طاقت اور قوت رکھتے ہیں۔ کہ حکومت بھی ان سے دبتی ہے۔ اور حکام کی مجال نہیں۔ کہ ان کے خلاف کچھ کر سکیں حکومت کے خلاف بھی بہت کچھ کہنا شروع کر دیا۔ تاکہ عوام نڈر ہو کر بے دریغ احمدیوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی عنایت اللہ کو موقعہ ملا۔ اس نے احمدیوں پر مظالم کرائے۔ اگر وہ حکومت کے خلاف نفرت وحقارت پھیلانے کی جد و جہد ضلع گورداسپور میں ہی جاری رکھتا۔ اور اس ضلع کی عنان حکومت انہی ہاتھوں میں رہتی۔ جن میں احراری فتنہ کے آغاز اور پھر انتہائی جوش کے وقت تھی۔ تو بہت ممکن تھا۔ کہ کوئی پرواہ نہ کی جاتی۔ اور اس لئے نہ کی جاتی۔ کہ احرار کو اس رنگ میں بھی احمدیوں کو ستانے اور دکھ دینے کا موقعہ مل جانا چاہیئے۔ خواہ اس سے حکومت کے وقار پر بھی زد پڑتی ہو۔ لیکن وہ لہو جو احراری نمائندہ عنایت اللہ کے منہ کو ضلع گورداسپور میں لگ چکا تھا۔ اس نے ضلع لائل پور میں بھی جا رنگ دکھایا۔ اور ایک جلسہ میں عنایت اللہ نے ویسی ہی تقریر کی۔ جیسی کہ قادیان اور ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات میں بارہا کر چکا تھا۔ لیکن لائل پور کے ذمہ وار حکام نے اس تقریر کو قابل گرفت قرار دے کر حکومت کے خلاف نفرت وحقارت پھیلانے کے جرم میں مقدمہ دائر کر دیا۔ جس کا حال میں فیصلہ ہوا ہے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب لائل پور نے عنایت اللہ کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند مجرم قرار دیتے ہوئے ڈیڑھ سال قید سخت کی سزا دی ہے۔

دوران مقدمہ میں احراری لیڈروں نے جو بطور گواہ صفائی پیش ہوئے۔ اس بات کی کوشش کی۔ کہ وہ بتائیں عنایت اللہ کی تقریر کا رخ در اصل جماعت احمدیہ کی طرف تھا۔ حکومت کی طرف نہ تھا۔ لیکن ان کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے جرم ثابت پا کر سزا دے دی۔ اور ساتھ ہی تیسرے درجہ میں جو عام مجرموں کا درجہ ہے۔ رکھنے کی ہدایت کی۔

عنایت اللہ کو جس وقت گرفتار کیا گیا تھا۔ ہم نے اسی وقت لکھ دیا تھا کہ:- "اگر ملا عنایت اللہ کی گرفتاری میں ایسی وجوہات نے کام کیا۔ جو مولوی عطاء اللہ کی گرفتاری میں کارفرما تھیں۔ تو مجرم لازمی طور پر کیفر کردار کو پہنچیگا" (الفضل [illegible])

اب جبکہ اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور احرار کا نمائندہ حکومت کے خلاف تقریر کرنے کا مجرم ثابت ہو کر سزا پا چکا ہے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس مقدمہ میں نہ تو اس قسم کی الجھنیں پیدا کی گئیں۔ جو مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں خواہ مخواہ پیدا کی جاتی رہیں۔ نہ اس قدر طول دیا گیا۔ اور نہ ویسی مضحکہ خیز سزا دی گئی۔

اس فیصلہ نے جہاں یہ دکھا دیا ہے کہ احرار اب بھی حکومت کے ویسے ہی دشمن اور بدخواہ ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ وہاں یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حکومت کے وہ کارندے جو احرار کے حامی اور مددگار تھے۔ یا اب بھی ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے ایسے سانپوں کو دودھ پلاتے رہے اور پلا رہے ہیں۔ جو حکومت کو ڈسنے کا کوئی موقعہ نہیں جانے دیتے۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ وہ حکام جو احرار کی الٹی سیدھی باتیں سن کر۔ ان کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو قانون شکن اور حکومت کی باغی ثابت کرنا چاہتے تھے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت انگریزی کی ایک زبردست عدالت نے احرار کے سب سے بڑے نمائندے اور احراری مجلس قادیان کے امیر کو حکومت کے خلاف حرکات کا مرتکب قرار دے کر سزا دی۔ اور جیل خانہ میں ٹھونس دیا ہے اور حکومت مجبور ہو رہی ہے۔ کہ دوسرے احراریوں کی اسی قسم کی حرکات کے انسداد کے لئے قانون کو حرکت میں لائے۔

کاش حکومت کے وہ افسر جو کسی نہ کسی رنگ میں احرار کی اس لئے حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کو زیادہ سے زیادہ تنگ کریں۔ سوچیں کہ انہوں نے احرار کی حمایت کر کے اور جماعت احمدیہ سے بگاڑ کر حکومت کا حق نمک کہاں تک ادا کیا۔

ملفوظات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک صاحب کے چند سوالات کے جواب

(مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور ایک صاحب کے چند سوالات بعد نماز جمعہ ۲۸ اگست کو دوسرا پیش ہوئے۔ جن کے حضور نے مفصلہ ذیل جوابات ارشاد فرمائے:۔

حضرت یوسفؑ اور انکے بھائیوں کا واقعہ

پہلا سوال:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیمانہ غلہ سارے بھائیوں میں سے بن یامین کی بوری میں چوری رکھوا دیا تھا۔ اور پھر خود ہی اپنا آدمی ان کے پیچھے بھجوا کر واپس کرایا۔ اور جان بوجھکر اول بھائیوں کی بوریاں تلاش کرائیں۔ اور بعد میں بن یامین کی بوری میں سے تلاش کرا کر پیمانہ برآمد کرایا۔ اور بھائیوں کو نادم کرکے ان پر الزام چوری لگایا چونکہ یہ فعل نبی کی شان کے خلاف ہے۔ اس لئے حل اعتراض ضروری ہے

جواب:۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو واقعہ آپ نے لکھا ہے۔ وہ لوگوں کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں نہیں۔ قرآن کریم تو اتنا بیان کرتا ہے۔ کہ ایک ناپ کا پیمانہ گم ہو گیا تھا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کے سامان میں سے نکل آیا۔ نہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دیدہ دانستہ وہاں رکھا۔ اور نہ دیدہ دانستہ اس لئے پہلے دوسرے بھائیوں کی تلاشی لی۔ کہ وہ شرمندہ ہوں۔ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کے اسباب میں پینے کا ایک گلاس رکھا تھا۔ نہ کہ پیمانہ۔ اور بن یامین سے دوسرے بھائیوں کی اگر پہلے تلاشی لی۔ تو محض اس لئے کہ وہ بڑے تھے۔ اور دوسرے قافلہ والوں سے اپنے بھائیوں کی تلاشی پہلے اس لئے لی۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے آگے ظاہر کرسکیں۔ کہ میں نے رعایت نہیں کی۔ قرآن کریم کی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے علاوہ اور لوگ بھی تھے اور چونکہ یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ میں ان کا بھائی ہوں۔ خواہ ان کے بھائی انہیں نہ پہچانتے ہوں۔ اس لئے تقوٰے و طہارت کے ماتحت انہوں نے سب سے پہلے اپنے بھائیوں کی تلاشی لی۔ پس ان کا اپنے بھائیوں کی تلاشی لینا اس لئے نہ تھا۔ کہ وہ کوئی فریب کر رہے تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اپنے آپ کو بری ثابت کرنا تھا۔ لیکن یہ ایک اتفاق کی بات ہے۔ کہ جس وقت حضرت یوسفؑ کے چھوٹے بھائی کی تلاشی لی گئی جو بوجہ انکے چھوٹا ہونے کے سب سے آخر میں لی گئی۔ تو ان کے سامان سے پیمانہ نکل آیا اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے باتیں کرتے کرتے غلطی سے خود وہاں وہ پیمانہ رکھدیا تھا۔ یا کسی نوکر نے غلطی سے اس جگہ رکھدیا۔ تب حضرت یوسفؑ کو خیال آیا۔ کہ اس طرح میں اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں۔ اور انہوں نے اس واقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ کذالک کدنا لیوسف اس میں یوسف کا قصور نہ تھا۔ ہم نے اس کے لئے یہ تدبیر کردی تاکہ وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکے۔

قرأت باواز بلند اور خاموش پڑھنے میں حکمت

دوسرا سوال:۔ نمازوں میں سے تین باواز بلند پڑھی جاتی ہیں اور دو کیوں خاموش پڑھی جاتی ہیں۔ علاوہ اسکے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت باواز بلند اور دو کیوں خاموشی سے پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے چار رکعت نماز فرض میں دو رکعت ابتدائی بلند آواز سے اور دو رکعت آخری خاموش پڑھی جاتی ہیں۔

جواب:۔ بلند آواز سے پڑھی جانیوالی رات کی نمازیں ہیں۔ اور خاموشی سے پڑھی جانیوالی دن کی ہیں۔ دن کے وقت شور زیادہ ہوتا ہے۔ امام اگر بلند آواز سے سنانا چاہے۔ تو اس پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے یہ جسمانی حکمت ہے۔ روحانی حکمت یہ ہے کہ دن کے وقت نور ہوتا ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ رات کو تاریکی ہوتی ہے کسی کو اندھیرے میں سوجھتا ہے۔ کسی کو نہیں ان نمازوں میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جب سب کو ہدایت مل جائے تو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرکے ہدایت کو پھیلاؤ۔ اور جب دُنیا میں تاریکی پھیل جائے۔ تو ایک دوسرے کو بلند آواز سے خبردار کرتے رہو۔ کیا آپ نے دن کے وقت اکٹھے چلنے والے اور رات کے وقت اکٹھے چلنے والے مسافروں کو نہیں دیکھا۔ دن کو چلنے والے مسافر ایک دوسرے کو آواز نہیں دیتے رات کو چلنے والے آوازیں دیتے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ دیکھنا گڑھا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ بچنا کیچڑ ہے۔ پانی ہے پس ایک روحانی حکمت یہ ہے۔ کہ سہولت اور آسانی اور نور کے وقت ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے چلیں اور جب تاریکی اور بدی پھیل جائے۔ تو اس وقت صرف عمل ہی کافی نہیں۔ بلکہ تلقین بھی ضروری ہوتی ہے۔ جسم کے ساتھ زبان بھی شامل ہونی چاہیئے۔

نیز آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ کہ رات کی نمازوں میں سے بعض حصہ کی قرأت بلند کی جاتی ہے۔ اور بعض حصہ کی خاموش اس میں کیا راز ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ظاہری حکمتیں بھی ہیں۔ اور باطنی بھی۔ مغرب کی نماز میں دو رکعت بلند آواز سے ہیں۔ اور ایک رکعت خاموشی سے ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مغرب کے وقت ایک طرف خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور آواز سنائی جا سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ تاریکی کی ابتداء کا وقت ہے۔ اور ہر حالت سے دوسری حالت کی طرف گریز کرتے وقت اعصاب کو ایک صدمہ پہنچتا ہے اسلئے بلند آواز کا حصہ زیادہ رکھا اور خاموشی کا کم۔ اور عشاء کے وقت اور بھی زیادہ آواز کے پہنچانے میں سہولت ہوتی ہے۔ لیکن انسان ابتدائی صدمہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مطمئن بالطبع ہونے کا وقت آجاتا ہے۔ اس لئے اس میں دونوں حالتوں کو برابر رکھا ہے۔

صبح کے وقت انسان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اکثر لوگ قریب میں ہی سو کر اٹھے ہوتے ہیں۔ اور آواز بھی اچھی طرح سنائی جاسکتی ہے۔ اس لئے دو رکعتوں میں قرأت رکھی۔ تاکہ لوگوں میں سُستی نہ پیدا ہو۔ اور غنودگی دُور ہو۔

ان جسمانی وجوہ کے علاوہ روحانی وجوہ بھی ہیں۔ درحقیقت نمازوں میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسانی رُوح کے کمال کے لئے دوسرے کے ساتھ تعاون وعظ و تذکیر اور مراقبہ یہ تینوں چیزیں ضروری ہیں۔ مراقبہ کا قائم مقام خاموش نمازیں ہوتی ہیں۔ جن میں انسان اپنے مطلب کے مطابق زور دیتا ہے۔ وعظ و تذکیر کا نشان قرأت ہے۔ جو انسان کو باہمی نصیحت کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور تعاون کا نشان جماعت ہے۔ جماعت کے علاوہ جو سب اوقات میں مدنظر رکھی گئی ہے۔ دوسری دونوں کیفیتوں کو مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ نے رکھ دیا ہے۔ ان میں دن کے وقت خاموشی کی وجہ کو میں بیان کرچکا ہوں۔

(دن کے وقت کی نمازوں سے جمعہ کی نماز مستثنیٰ ہے۔ اس میں جو قرأت نماز میں بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ وہ اس لئے ہے۔ کہ جمعہ اجتماع کا دن ہے۔ اور وعظ و تذکیر کا دن ہے۔ اس لئے اس میں قرأت بالجہر ضروری تھی)

اب یہ کہ رات کی نمازوں میں سے بعض میں قرأت اور خاموشی کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور بعض میں صرف قرأت کو لے لیا گیا ہے۔ جیسے صبح کی نماز ہے

اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ جب کسی تنزل کی ابتداء ہوتی ہے۔ تو وعظ و تذکیر اور مراقبہ کے متفقہ نسخے سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے۔ ابھی لوگ نور سے تازہ تازہ نکلے ہوتے ہیں۔ اور قلب کی حالت پر غور کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن جس وقت تنزل اپنی انتہا کو پہونچ جائے۔ جیسے رات کی تاریکی ہوتی ہے۔ تو اس وقت لوگوں میں یہ مادہ نہیں رہتا۔ کہ وہ غور کریں۔ تو اس وقت فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور حکم ہوتا ہے۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی ہو۔ وہ لوگوں کو جگائیں۔ اور یہ زمانہ انبیاء کا زمانہ ہے۔ چنانچہ قرآن میں بھی اسی زمانہ کے متعلق فرمایا ہے۔ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ایسے زمانہ میں تاریکی کی لمبائی کی وجہ سے اور نیند کے جمود کی وجہ سے لوگوں کے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں لوگوں کو جگانے والا ہی جگا سکتا ہے۔ پس اس نماز میں مراقبہ کا حصہ ہٹا دیا گیا ہے۔

یہ میں نے بہت سی حکمتوں میں سے ایک حکمت بیان کی ہے۔ لیکن درحقیقت شریعت کی باریکیاں اپنے اندر بہت سے مقاصد رکھتی ہیں۔ اور یہ سمجھانے سے نہیں آتیں۔ بلکہ قلب صافی سے خود بخود منکشف ہوتی ہیں۔ اور یہ نہایت ہی طویل مضامین ہیں۔ مومن کو صرف یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب اس پر سچائی کھل گئی۔ اور خدا تعالیٰ ظاہر ہو گیا۔ تو وہ اس کے حکموں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتا چلا جائے یہاں تک کہ اس کے لئے وہ وقت آجائے۔ کہ خدا تعالیٰ کا نور اس کے دل سے پھوٹ کر اس کی آنکھوں کو منوّر کر دے۔

لونڈی سے نکاح

تیسرا سوال۔ لونڈی کو بغیر نکاح کے گھر میں بمنزلہ بیوی کے رکھنا کہاں تک درست ہے۔ علماء کا فتوےٰ ہے کہ لونڈی سے نکاح کی کوئی ضرورت نہیں بلا نکاح تعلق رکھنا جائز ہے۔ یہ درست ہے۔ یا نادرست۔

جواب۔ اس سوال کا جواب لونڈی کی تعریف پر منحصر ہے۔ اگر لونڈیوں سے وہ لونڈیاں مُراد ہوں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کرنے کے لئے ان کے ساتھ آتی تھیں۔ اور وہ جنگ میں قید کر لی جاتی تھیں۔ تو اگر وہ مکاتبت کا مطالبہ نہ کریں۔ تو ان کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنانا جائز ہے یعنے نکاح کے لئے ان کی لفظی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ درحقیقت جو میں نے اوپر مکاتبت کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس سوال کو پوری طرح حل کر دیتا ہے۔ اور اجازت نہ لینے کی حکمت اس سے نکل آتی ہے۔ لیکن یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اگر لونڈیوں سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جنہیں آج کل لوگ لونڈیاں کہتے ہیں۔ تو ان سے ایسا تعلق بغیر نکاح ناجائز ہے اب دُنیا میں کوئی ایسی لونڈی نہیں۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

نوٹ:۔ بعض حاضرین مجلس کے سوال پر مکاتبت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔ کہ

اسلام نے مکاتبت یعنے بالاقساط رقم فدیہ ادا کرنے کا اختیار فاتح کو نہیں دیا۔ بلکہ اسیر جنگ کے قبضہ میں رکھا ہے۔ اور قسط کا تعین اگر اختلاف ہو۔ تو قاضی کرے گا۔ پس جب قید سے آزادی کا انحصار قیدی کے اختیار میں ہے۔ تو اس اختیار سے فائدہ نہ اٹھانا اور خاموشی اختیار کرنا خود اجازت ہے

ذکر و فکر

قادیان کی وسعت اور احمدی ساکنین قادیان

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے قلم سے

قادیان میں جس قدر وسعت ہوئی ہے۔ اور جتنے گھر نئے بنے ہیں۔ سب الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ کی شاخ ہیں۔ اور جس قدر انسان دارالامان میں رزق کھاتے ہیں۔ وہ سب اس فرشتہ کی نان میں سے حصہ لیتے ہیں۔ جس نے کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہو کر یہ کہا تھا۔ کہ یہ روٹی تیرے لئے اور تیرے درویشوں کے لئے ہے۔ غرض اس بات پر صدق دل سے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم سب جو قادیان میں رہتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زمین اور مکان میں رہتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم کھاتے ہیں۔ وہ سب اصل میں حضور کے لنگر کا کھانا ہے۔ خواہ بظاہر وہاں سے نہ آتا ہو۔ اور یہ معجزہ حضور کا مسیح ناصری علیہ السلام کے مائدہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ جہاں صرف چند آدمیوں کے کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔

اس ضمن میں میرا ایک مشاہدہ یہ بھی ہے۔ کہ جو شخص صدق نیت کے ساتھ یہاں کی ہجرت کرے۔ اور رزق کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کی آزمائش نہ کرے۔ بلکہ اس کی صفتِ رزّاقیت پر پردہ ڈال کر کچھ کاروبار یا تجارت یہاں شروع کر دے۔ اور دیانت داری سے کام کرے۔ تو وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر ایک شخص صرف اُبلے ہُوئے چنوں کا خوانچہ سالہا سال سے یہاں فروخت کرتا ہے اسی میں اس نے اتنی برکت پائی۔ کہ شادی بھی کر لی۔ مکان بھی بنا لیا۔ اولاد کو بھی پڑھا لیا۔ اور ایک بڑے کنبہ کی پرورش کر رہا ہے۔

ذکرِ حبیب ۴

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک کی باتیں

۲- ضروراتِ شعری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی۔ کہ نماز مغرب جماعت کے ساتھ پڑھ کر مسجد مبارک میں شہ نشین پر بیٹھ جاتے تھے۔ خدام اردگرد کچھ بیٹھے کچھ کھڑے باتیں سنتے تھے۔ اور نماز عشا تک یہ مجلس جاری رہتی تھی۔ حضرت تراب جواب عرفانی کہلاتے ہیں۔ اپنے اخبار "الحکم" میں اس وقت کی باتیں "دربار شام" کی سُرخی کے نیچے شائع کیا کرتے تھے۔ جو احباب کوئی اپنا مضمون یا تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ وہ بھی اس وقت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھی تھی۔ جس کے بعض حصے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت موزون نہ تھی۔ مگر شعر کہنے کا شوق تھا۔ انہوں نے اپنی ایک نظم سنانی شروع کی جس میں ایک لفظ میں خواہ مخواہ انہوں نے تشدید لگا دی۔ تاکہ قافیہ پورا ہو۔ اس پر کئی احباب ہنس پڑے۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب نے تو ناپسندیدگی کے لہجہ میں فرمایا۔ یہ کیا واہیات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبسم کرتے ہوئے مولوی عبد الکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مولوی صاحب کیا آپ نے یہ شعر کبھی نہیں سُنا ؎ ضروراتِ شعری جو خفّت در شدید۔ تشدید حروف خفیہ باشد۔

(مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ ۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

الفضل کا مکتوب جاپان بذریعہ ہوائی ڈاک

حکومتِ جاپان کے اہم داخلی معاملات

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

جاپان کی قومی پالیسی

(کوبے ۱۳ اگست) وزیر اعظم مسٹر ہروتا نے جاپان کی مختلف امور میں پالیسی طے کرنے کے لئے جو مشورہ تمام محکموں سے طلب کیا تھا۔ اس بارہ میں گورنمنٹ نے تادمِ تحریر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کہ جاپان کی پالیسی آئندہ کیا ہوگی۔ جب یہ سوال سامنے آیا۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے اعلان ہوا تھا۔ کہ تمام محکموں کی رائے موصول ہوجانے کے بعد کابینہ کے اجلاس میں ہر وزیر کو یہ موقعہ دیا جائیگا۔ کہ وہ اپنے محکمہ کی طرف سے پیشکردہ تجاویز کے حسن و قبح کی جہاں تک چاہے وضاحت کرے۔ جب ہر وزیر اپنی اپنی تجویز پر تقریر کر چکے گا۔ تو پھر تمام کابینہ ہر امر کے متعلق مفصل بحث کرے گی جس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

مگر عملاً اس طریق کار کی پابندی کرنے میں دقت ہوئی۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا۔ کہ جو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان پر کابینہ کے اجلاس میں بحث نہ کی جائے گی۔ بلکہ تین یا چار وزرا کی ایک کمیٹی ان پر غور کرے گی۔ جس میں وزیر مالیات بھی شامل ہوگا۔ اگر گورنمنٹ کے پروگرام میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ تو اب تک قومی پالیسی کے متعلق فیصلہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر اب سرکاری تازہ ترین اعلان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک تمام محکموں کی طرف سے آئندہ مالی سال کے لئے اخراجات کے اندازے وزارت مالیات میں نہیں پہونچ جاتے اور ان پر مناسب غور نہیں ہوجاتا۔ قومی پالیسی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

ایک قسم کا معمہ

یہ اصل میں ایک قسم کا معمہ ہے کہ مسٹر ہروتا نے قومی پالیسی کا سوال اس رنگ میں کیوں اٹھایا ہے۔ درآنحالیکہ ایسے سیاسی امور میں اس انداز سے غور کرنا جاپانی حکومت کا عام دستور نہ تھا۔ اور اس معمہ کے حل کرنے سے پیشتر یہ ضروری ہے۔ کہ ان حالات پر ایک سرسری نظر کی جائے۔ جن حالات میں ہروتا کابینہ معرض وجود میں آئی۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اگر مسٹر ہروتا اسی بات پر آمادگی ظاہر نہ کرتے۔ کہ وہ فوجی اور بحری حلقوں کی دفاعی پالیسی سے چنداں اختلاف نہ کریں گے تو موجودہ ہروتا کابینہ کا تشکیل میں آنا محال تھا۔ اور گو کہ وزیر اعظم عملاً یہ وعدہ کر چکے ہیں۔ کہ فوجی اور بحری حلقوں کی نظر میں دفاعی انتظامات اور استحکامات کو مکمل کرنے کے لئے جو روپیہ ضروری ہے۔ اس کے حاصل کرنے میں ان کی مدد کرینگے۔ مگر اس وعدہ سے ان کی مشکل حل نہیں ہوتی۔ بلکہ خود یہی تمام مشکلات کی جڑ ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ دونوں محکمے دفاعی استحکامات کے لئے جس پیمانہ پر صرف کثیر کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس میں اور اس نظریہ میں جو تکاہاشی مالی پالیسی کا اصل الاصول تھا۔ نمایاں فرق ہے۔ مسٹر تکاہاشی گزشتہ اوکاڈا کابینہ میں وزیر مال تھے۔ اور ان کی پالیسی اس محور پر گھومتی تھی۔ کہ قومی قرضہ کی مقدار کو کم کیا جائے۔ اور دفاعی اخراجات کو اتنا نہ بڑھنے دیا جائے۔ کہ ملک کے مالیات کی بنیاد کھوکھلی ہو جائے اور اس کا دیوالہ نکل جائے۔

وزیر اعظم کی مشکلات

یہی پالیسی ہے۔ جس پر کاربند ہونے کی کوشش کرنے کی وجہ سے بوڑھا تکاہاشی فروری کے فساد کے دوران میں شوریدہ سر فوجیوں کی گولی کا نشانہ بنا۔ اور گو اس نظریہ کو قائم کرنے والا اس پر اپنی جان کی قربانی چڑھا چکا ہے۔ مگر یہ نظریہ اس کے بعد بھی زندہ ہے۔ اور ملک کے طاقتور مالی حلقوں میں اس کے مداح اور مؤید موجود ہیں۔ اس لئے وزیر اعظم کی حیثیت میں ان بڑے کاموں میں سے جو مسٹر ہروتا کے سامنے ہیں۔ ایک کام یہ ہے۔ یا تو تکاہاشی پالیسی کی تائید کرنے والوں کو اس بات کا قائل کر لیں۔ کہ پیش آمدہ حالات میں فوج اور بیڑے کی ان تمام ضروریات کو پورا کرنا ازبس ضروری ہے۔ جن کا ان محکموں کے ماہرین کی طرف سے مطالبہ کیا جائے۔ یا پھر فوج اور بیڑے کو کسی طریق سے یہ سمجھادیں کہ ان کے پیش کردہ مصارف کی گنجائش نہیں نکل سکتی۔ اگر ان دو صورتوں میں سے مسٹر ہروتا ایک بھی نہ کرسکیں تو نہ ان کی مشکلات ختم ہوتی ہیں۔ اور نہ ملک کی بے چینی دور ہوتی ہے۔

اندریں حالات یہ قیاس غالباً کچھ ایسا دور از حقیقت نہ ہوگا۔ کہ ممکن ہے۔ مسٹر ہروتا نے قومی پالیسی کا سوال جو اس نئے انداز سے اٹھایا۔ تو اس کی یہ غرض ہو۔ کہ ممکن ہے۔ کوئی پہلو ملک کے مفاد کا ایسا نکل آئے۔ جس پر فوری توجہ ایسی ضروری ہو۔ کہ اس کے پیچھے اوٹ لیتے ہوئے وہ فوج اور بحری بیڑے کو کہہ سکیں۔ کہ ان کے مطالبات تمام کے تمام قبول نہیں کئے جاسکتے۔ یا ممکن ہے۔ ان کی غرض یہ ہو۔ کہ دفاعی استحکامات کی ضرورت تمام ملک پر واضح ہوجائے۔ تاکہ قوم اس ضروری بار کو اپنے کندھوں پر لینے کے لئے تیار ہوجائے۔

بہرحال ان کی غرض خواہ کچھ بھی ہو یہ صحیح ہے۔ کہ قومی پالیسی کا سوال اٹھانے سے مسٹر ہروتا کی مشکلات میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ شاید کچھ زیادتی ہی ہوئی ہو ایک تو جو تجاویز مختلف محکموں کی طرف سے پیش ہوئی ہیں۔ ان میں دو ایسی ہیں۔ جو اپنی نوعیت اور وسعت کے لحاظ سے لمبے اور گہرے اثرات رکھنے والی ہیں۔ یعنی لازمی تعلیم کی مدت کو چھ سال سے بڑھا کر آٹھ سال کر دینا۔ اور بجلی کی ساخت کی صنعت پر سرکاری تصرف۔ بجلی کی صنعت پر سرکاری تصرف کی تجویز کی ایک تو اس کی ان مالی حلقوں میں سخت مخالفت ہے۔ جو اس وقت یہ کاروبار کرتی ہیں۔ دوسرے ایسے لوگ بھی ملک میں ہیں۔ جو ملک کی صنعت پر سرکاری تصرف میں بیورو کریٹک فیسزم کی جھلک دیکھتے اور بریں وجہ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ لازمی تعلیم کی مدت بڑھا دینے کی تجویز کی بیورو کریٹک حلقوں میں مخالفت ہے۔ گو ملک کی آبادی عام طور پر اس ضرورت کی قائل ہے۔

خارجی پالیسی اور جنگی مصارف

قومی پالیسی پر گزشتہ دو تین ہفتوں میں جو غور و خوض کیا گیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوا ہے۔ کہ اب تمام ملک میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ کہ درحقیقت قوم کی عام پالیسی طے کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ فیصلہ کیا جائے۔ کہ جاپان کی خارجی امور میں کیا پالیسی ہوگی۔ اور اگر ذرا بھی غور کیا جائے۔ تو یہ بات بالبداہت سامنے آجاتی ہے۔ کہ کسی ملک کی خارجی پالیسی اور اس کے فوجی اور بحری مصارف میں ایسا تعلق ہے۔ کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ خارجی پالیسی کا جو بھی مقصد قرار دیا جائے۔ اس کی نوعیت اور وسعت کا اثر فوجی اور بحری مصارف پر براہ راست پڑتا ہے۔ اس طرح گویا اب ملک کی طرف سے عام مطالبہ یہ ہے۔ کہ فیصلہ کیا جائے۔ کہ جاپان کی خارجی پالیسی آئندہ کیا ہوگی۔ یعنی وہی سوال کہ جس کو حل کرنے کے لئے مسٹر ہروتا نے یہ ساری کارروائی کی تھی۔ اور جو یہ ہے۔ کہ فوج اور بیڑے کو کتنے اخراجات کی ضرورت ہے؟

(الفضل) ہمارے نامہ نگار جاپان کا ہفتہ وار خط جو نہایت قابلیت سے لکھا جاتا ہے۔ بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ دیگر ممالک کے مجاہدین سے بھی گذارش ہے۔ کہ وہاں کے ملکی اور سیاسی معاملات پر خامہ فرسائی کرکے الفضل کے لئے بھیجا کریں۔

حقیقی اخوت اور ہمدردی صرف خدا تعالیٰ کے انبیاء کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوتی ہے

مذاہب عالم کی کانگرس میں

مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام مسجد احمدیہ لنڈن کا مضمون

مذاہب عالم کی کانگرس جو ماہ جولائی کے دوران میں لنڈن میں منعقد ہوئی۔ اور جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام مسجد احمدیہ لنڈن نے بھی اپنا مضمون پڑھا۔ جس کا ترجمہ افادہ عام کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:

مواخات عالم کا نصب العین

میرے لئے یہ امر نہایت اطمینان کا موجب ہے۔ کہ مذاکرات امروزہ کی راہنمائی کے لئے مجھے ایسے وقت میں مدعو کیا گیا ہے جبکہ ریورنڈ۔ پی۔ ٹی آر کرک مواخات عالم کے نصب العین کے متعلق نہایت قیمتی خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں:

اس کانگرس میں یہ کہنا کہ "مختلف مذاہب عالم کے بین اختلافات کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ کہ ایک" ایسا عالمگیر چرچ قائم کیا جاسکتا ہے۔ جس میں تمام مذاہب کے پیرو عبادت کریں" حقیقت سے آنکھیں بند کرنا ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ "مذہبی عقائد یا دراکی اصول کے ذریعہ روحانی معرفت اور بنی نوع انسان کا اتحاد حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کا حصول حقیقی روحانی تجربہ کا نتیجہ ہے۔ اس بات کے مترادف ہے۔ کہ ان تمام بنیادی صداقتوں سے کلیۃً انکار کردیا جائے" جو کہ روحانی تجربہ کے لئے بطور زینہ ہیں۔ اور جن پر مذہب کا قائم ہونا ضروری ہے:

اس کے علاوہ صرف ان لوگوں کے باہمی اتحاد کے لئے کوشش کرنا جو "ایک زندہ خدا کی تلاش میں ہیں" اور جو یہ یقین رکھتے کہ "کوئی جنگ جائز نہیں"

اس کانگرس کے دائرہ کو بہت تنگ حدود میں محدود کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ مواخات عالم (ورلڈ فیلوشپ) کے حصول میں کامیابی کی" ایک ضروری شرط یہ ہے کہ غیب کی باتوں کی حقیقت پر یقین رکھا جائے" گویا مسئلہ زیر بحث سے پہلو تہی کرنا ہے۔ اہل عالم کا ایک کثیر حصہ کسی نہ کسی طریق سے غیب پر یقین رکھتا ہے۔ بایں ہمہ صرف یقین رکھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ اعتقاد "مذہبی احساس سے پیدا ہوتا ہے"۔ اعتقادات میں سے ایک بڑا اعتقاد خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق یقین ہے۔ لیکن یہ کسی مذہبی احساس کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا۔ سورج کی موجودگی ہماری بصارت کی وجہ سے نہیں اور اگر ساری دنیا بصارت کھو بیٹھے تو وہ غائب نہیں ہوجائے گا:

ایک اور مقرر نے بیان کیا ہے۔ کہ مواخات عالم ایک مشترکہ زبان اور دنیا کی ایک مرکزی پنچائت کے بغیر" ہرگز ممکن نہیں ہوسکتی"۔ میرے خیال میں یہ دونوں مشورے اس کانگرس کے دائرہ سے باہر ہیں۔ مذہب کو فی نفسہٖ ایک عالمگیر زبان یا تمام دنیا کی ایک پنچائت کی کوئی ضرورت نہیں:

عالمگیر مواخات کس طرح قائم ہوسکتی ہے

یہ بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے بہت سے لوگوں نے کانگرس کے مقصد کو ہی نہیں سمجھا۔ میں یہ کہنے میں مسرت محسوس کرتا ہوں۔ کہ ریورنڈ کرک نے معاملہ کی گہرائی تک پہونچنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے واضح

طور پر بیان کیا ہے۔ کہ "مواخات صرف اسی صورت میں قائم ہوسکتی ہے۔ کہ ہم خدا کی ہستی انسان اور زندگی کے مقصد کے متعلق ایک مشترکہ اساس قائم کریں"۔ ان کا یہ بیان بالکل صحیح ہے۔ کہ "قوم کے اندر اور قوموں کے درمیان نصب العین کا ایک ہونا اور منشائے حیات کے متعلق دلی یقین کی بناء پر متفق الرائے ہونا ضروری ہے۔ اس طرح کسی متفقہ مقصد کے حصول کے لئے لوگوں کے درمیان ان کی قومی زندگی اور بین الاقوامی تعلقات میں ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اور ایسی تمام سرگرمیاں یا مسلک اس سے دور رکھے جائیں گے۔ جو اس متفقہ مقصد کے مفاد کے منافی ہوں گے":

مشترکہ مسائل کے متعلق سنگ بنیاد

میں اس بیان سے کلی طور پر متفق ہوں اور میرے خیال میں اسے کسی ایسے ادارے کی بنیادی حیثیت کذائی کا ایک بہت بڑا حصہ ہونا چاہیئے۔ جو "مواخات عالم بوساطت مذہب" کے نام سے قائم ہو۔ محبت۔ صلح۔ انصاف۔ راستبازی وغیرہ کے متعلق اخلاقیات کی خالی خولی باتیں اس قدر کمزور ہوتی ہیں۔ کہ وہ مواخات عالم کی عظیم الشان عمارت کے لئے ایک مضبوط اور کافی بنیاد کا کام نہیں دے سکتیں۔ بلاشبہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا تخیل انسانی زندگی کا ایک بہت بڑا اصل ہے۔ اگر دو شخص یا بہت اشخاص کے دو گروپ دو ایسے آقاؤں کی پیروی کریں۔ جو ایک دوسرے کے مخالف ہوں تو ضروری ہے کہ ان پیروی کرنے والوں میں تنازعہ پیدا ہو۔ اسی طرح اگر ایک شخص انسان

کو اشرف المخلوقات سمجھتا۔ اور دوسرا اسے پیدائشی گنہگار خیال کرتا ہے۔ تو ان دونوں کے درمیان مواخات کی روح کو تقویت دینے کا بہت کم امکان ہے۔ پھر اگر ایک شخص اپنی خواہشات نفسانی کو لامتناہی طور پر پورا کرنے پر تلا ہوا ہے لیکن دوسرا شخص اپنے ہمسایوں کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ ایک غیر متناہی کشمکش کی صورت میں رونما ہوگا۔ جس میں خونریزی حزن و الم اور مصائب کو بہت بڑا دخل ہوگا:

الغرض حسن و قبح صداقت اور کذب نیکی اور بدی کے درمیان کوئی اتحاد اور ہمآہنگی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ان بنیادی مسائل کے متعلق جو تمام نوع انسانی کے درمیان مشترک ہیں۔ ایک ایسا سنگ بنیاد قائم کیا جائے جس پر اتحاد کی عمارت کی تعمیر ہوسکے:

روحانی بیماریوں کے مطالعہ کا کام

یقیناً یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔ ممکن ہے بعض لوگ اسے ناممکن العمل سمجھتے ہوں لیکن میں یقیناً رکھتا ہوں۔ کہ اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے کا یہ نہایت موزوں وقت ہے۔ موجودہ سائنس میں انسان کی سینکڑوں سالوں کی مساعی بلیغ کے بعد وقت اور فاصلہ کی قدرتی حدود کو بہت حد تک کم کردیا گیا ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ مذہب کی مملکت میں بھی جہاں اختلاف کم و بیش ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی کیفیت وقوع پذیر نہ ہو۔ لیکن اگر ہم تمام اختلافات سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ تو پھر اس مقصد کا حصول ناممکن ہے:

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس صورت حالات کا اس کی اصلی کیفیت میں حوصلہ اور جرأت سے مقابلہ کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ سائنٹفک تحقیق کی روح کے ساتھ مذہبی اختلافات کی تشریح کریں۔ ان کا جائزہ لیں۔ اور انہیں ترتیب دیں۔ دنیائے طب بیماری کا مقابلہ کرنے سے نہیں گھبراتی۔ بلکہ

جسمانی خرابیوں کے مطالعہ کے لئے ہم نے دارالتجارب اور کئی قسم کے ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ یقیناً یہ ذلت ہے۔ کہ ازمنہ سابقہ کے تجربہ سے جو ہمارے سامنے ہے۔ فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم روحانی بیماریوں کے مطالعہ کا کام شروع کر دیں۔ متفق علیہ امور سے آپس میں تلخ کامی پیدا نہیں ہوا کرتی بلکہ مشکلات اختلافات ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ ایک نمائندہ جماعت اپنی تمام تر توجہ دنیا کے مختلف مذاہب کے باہمی اختلاف پر مرکوز کرے۔ اور تفرق و انتشار پیدا کرنے والی مختلف متحارب قوتوں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرے۔

صرف اسلام کامل مذہب ہے

اگرچہ میں ان دلنشین باتوں سے جو ریورنڈ کرک نے بیان کی ہیں۔ تنقیدی رنگ میں تعرض کر کے اپنے اس حق سے تجاوز کرنا نہیں چاہتا جو مجھے اس تقریب پر تقریر کرنے کے لئے تفویض کیا گیا ہے۔ تاہم میں ان کی اس صاف گوئی کا ضرور خیر مقدم کروں گا جس سے کام لیتے ہوئے انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ (۱) صرف مغربی تہذیب ہی "مصالحت کی کنجی کی حامل ہے"۔ (۲) مصالحت و مفاہمت صرف مسیح اور اس کی صلیب پر ہی نظر آئے گی"۔ (۳) "زمانہ حاضرہ میں حقیقی امر زیر تنقیح مسیحیت ہے یا دہریت"۔ ذاتی طور پر مجھے اس بات پر کامل یقین ہے۔ کہ صرف اسلام ہی بنی نوع انسان کے درمیان صحیح مواخات اور صلح قائم کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کا آخری اور سب سے کامل دین ہے۔ دوسرے مذاہب کے حامی بھی شاید اپنے اپنے مذہب کے متعلق یہی خیال رکھتے ہوں لیکن ظاہر ہے۔ کہ وہ سارے کے سارے صحیح نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان کے درمیان کسی قسم کی مصالحت کا امکان ہو سکتا ہے اگر وہ اپنے اپنے عقائد سے وابستہ رہیں بہرحال میں یہاں تفصیلات میں نہیں جا سکتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ مواخات عالم کے مفاد کے لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ تمام دنیا کے مذاہب کے اپنے دعاوی اور ان کی خصوصیات پر نہایت شرح و بسط سے مگر خالی الذہن ہو کر بحث کی جائے۔

دنیا کی لامذہبیت کا نوحہ

ریورنڈ کرک نے کہا ہے: "حقیقت میں اس وقت یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں۔ کہ انسان کے افکار و اعمال میں خدا کو کوئی دخل نہیں۔ زندگی کی تمام ترتیب و تشکیل اس کے بانی مبانی سے قطع نظر کر کے کی گئی ہے۔ اگر خدا پر کسی رنگ میں یقین کیا جاتا ہے تو وہ صرف اس طرح کہ اسے انسان اور اس کے کاروبار سے بے تعلق اور بہت دور خیال کیا جاتا ہے لیکن فی زمانہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد اس پر بالکل یقین نہیں رکھتی۔ ایمان مذہب اور انسانی زندگی پر اس کا اطلاق یہ سب باتیں دریا برد کر دی گئی ہیں۔

سر عبدالقادر فرماتے ہیں۔ "اس وقت دنیا میں بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ اس بات سے غافل ہے۔ کہ اس کے اعتقادات کی بنیادیں اوہام اور شکوک کے باعث بالکل کھوکھلی ہو گئی ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور زندگی مابعد الموت کے متعلق شبہات میں مبتلا ہے"۔

ڈاکٹر ڈی ٹی سُزوکی کہتے ہیں۔ "موجودہ وقت میں ہم پوری شدت کے ساتھ ہر قسم کی خودغرضیوں میں مبتلا ہیں مذہب جسے خودغرضیوں کے رجحانات مرکزیہ کو رد کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ صریح طور پر موجودہ صورت کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے"۔

پروفیسر جی پی میلالسکیرا کہتے ہیں۔ "ہم نے مادی دنیا پر تسلط قائم کر لیا ہے اور اسے اپنے لئے پُر سہولت اور آرام دہ بنا لیا ہے۔ لیکن حقیقی روحانی خوشی سے ہم نے کوئی حصہ نہیں پایا دنیا میں نہ کہیں اطمینان ہے اور نہ سکون قلب۔ نوع انسانی کی بڑی بڑی جماعتیں اپنی مصنوعی حدود میں جنہیں سرحدات کہا جاتا ہے محصور ہیں۔ ایک دوسری کی حاسد۔ اور آپس میں بدگمان ہیں۔ کتوں کی طرح جبڑے کھولتی۔ غراتی۔ بھونکتی اور ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ دنیا کی فتحمند قومیں ایک پاگل خانہ کے ساکنین کی طرح ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو باہوش اور باقی تمام کو پاگل سمجھتی ہے۔ یہ متعدی مرض جو مغرب میں شروع ہوا تھا۔ اب مشرق کی طرف بھی پھیل گیا ہے۔ دنیا حرص و آز۔ نفرت اور کینہ سے پُر اور زندگی کی حقیقتوں سے بالکل غافل ہے۔ بدی پر نیکی کے غلبہ پانے کی صلاحیت پر لوگوں کو بہت کم یقین ہے۔ یا بالکل کوئی یقین نہیں"۔

پروفیسر مہندرا ناتھ سرکار کہتے ہیں "اس زمانہ میں رسوم نے اصلیت کی جگہ لے لی ہے۔ اور حقیقی مذہب مفقود ہو چکا ہے"۔

حقیقی مذہب کی تلاش کی ضرورت

الغرض ہر شخص اس وقت دنیا کی لامذہبیت پر آنسو بہا رہا ہے۔ لیکن اس بات کی ابھی ضرورت ہے کہ حقیقی مذہب تلاش کیا جائے۔ اس زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ نہیں کہ لفظ "مذہب" کی کوئی نئی تعریف نکالی جائے۔ پروفیسر مہندرا ناتھ سرکار کہتے ہیں۔ "ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ آسمان زمین پر آسمانی امن قائم کرنے کے لئے زمین کی طرف حرکت کرے زمانہ کی متداول قوتیں اس قدر انتشار انگیز ہیں۔ کہ ہمیں خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ زمین پر اترے اور تمام زمینی زندگی کو یک قلم تبدیل کر دے"۔

ریورنڈ جے ایس وہیل فرماتے ہیں۔ "دنیا میں ایک قحط ہے۔ خوراک کا قحط نہیں اور نہ پانی کا۔ بلکہ خدا کا کلام سننے کا ہم میں روح القدس کو کوئی دخل نہیں۔ چونکہ ہم یقین کھو بیٹھے ہیں۔ اس لئے ہم حوصلہ بھی ہار چکے ہیں"۔

پروفیسر جے ایل میگنیز نے بنی نوع انسانی کے موجودہ قلبی اضطراب کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔ "مجھے یقین ہے۔ کہ لاانتہا انسان ہیں۔ جو نہایت حسرت کے ساتھ کہتے ہیں"۔ میری روح زندہ خدا کے لئے تڑپتی ہے۔ لیکن کیا وہ زندہ ہے۔ یا سویا ہوا ہے"۔ بنی اسرائیل کا قوموں کے درمیان وسیع تجربہ کی بنا پر ہمیشہ سے یہی جواب ہے۔ کہ وہ نہ سویا ہوا اور نہ اونگھتا ہے۔ یہودیت کہے گی۔ کہ اس نے گنہگار اور نالائق انسانی نسل سے جس کے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی ہے۔ اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ لیکن یہ بات ہمیں مضطربانہ حالت میں یہ نالہ اور فریاد کرنے سے نہیں روکتی کہ "تو نے ہمیں کیوں چھوڑ دیا ہے"۔

ریورنڈ کرک نے بھی کہا ہے۔ "صلح ایک آسمانی انعام ہے ہمیں اس کے منبع اور اس کے بانی یعنی خدا کی طرف جانا چاہیئے"۔

موجودہ زمانہ میں خدا کی وحی اور کلام

اب سوال یہ ہے۔ اگر خدا جیسا کہ تمام مذاہب متفقہ طور پر کہتے ہیں۔ اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ بھٹکی ہوئی دنیا کو اپنی وحی کے ذریعہ راہ راست کی طرف نہیں لاتا۔ وہ ہماری مادی ضروریات کے لئے اب بھی تمام اشیاء مہیا کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ قدیم زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ہماری روحانی ضروریات کے پورا کرنے کا سامان مہیا نہ کرے درآں حالیکہ اس کے لئے ایک عالمگیر آواز بلند کی جا رہی ہے۔ چونکہ میں ایک زندہ خدا پر یقین رکھتا ہوں۔ اس لئے میں آپ کی اور تمام دنیا کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ خدا نے آج بھی اپنی وحی اور کلام کو اتارا ہے (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام) سے اسی طرح کلام کیا جس طرح اس نے قدیم کے انبیاء اور صلحاء سے کیا تھا میں اس زمانہ کے مصلح کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے اس غرض سے مجھے بھیجا ہے کہ روحانی طور پر مُردے زندہ کئے جائیں۔ اندھوں کو آنکھیں دی جائیں بہروں کے کان کھولے جائیں۔ مجذوموں کو شفا دی جائے۔ اور وہ جو قبروں میں ہیں باہر نکالے جائیں"۔

انبیاء کی بعثت

میں آخر میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے اختلافات کا خواہ وہ مذہبی ہوں۔ یا سیاسی۔ معاشرتی ہوں یا اقتصادی دلائل کے ذریعہ تصفیہ کریں اور اس قسم کی کانگرس اس امر کے ثبوت کا

نہایت عمدہ موقعہ پیش کرتی ہے۔ کہ دنیا کے معاملات۔ دلائل فراست اور ہمدردی کے جذبہ کے ماتحت انجام پانے چاہئیں نہ کہ وحشیانہ طاقت کے مظاہرہ سے۔ لیکن تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے۔ کہ حقیقی اخوت اور ہمدردی صرف خدا تعالےٰ کے انبیاء کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ بلاشبہ انہیں نظر انداز کیا جاتا۔ اور ان کی مخالفت کی جاتی۔ اور انہیں تکلیفات دی جاتی ہیں اور کچھ عرصہ کے لئے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا کی اصلاح کی طاقت نہیں رکھتے لیکن مرور زمانہ سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایسی تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کہ گم گشتہ نوع انسانی ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح ایک سلک میں منسلک ہو جاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی مامور من اللہ ہیں۔ آپ ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے (تازہ تحقیق کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن پیدائش ۱۸۳۵ء ثابت ہوا ہے الفضل) آپ کے والد نے بہت کوشش کی۔ کہ آپ کو دنیا اور اس کی چیزوں سے وابستہ کیا جائے۔ اور املاک و جائداد کا وارث بننے پر آمادہ کیا جائے لیکن آپ کو دنیا سے قطعاً کوئی رغبت نہ تھی۔ چالیس برس کی عمر میں آپ نے وحی الہٰی کو سنا۔ آپ نے پسند نہ کیا۔ کہ گوشۂ تنہائی سے باہر قدم رکھیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے آپ کو اس بات کے لئے مامور کیا۔ کہ دنیا میں روحانی تبدیلی پیدا کی جائے۔ آپ نے دعویٰ کیا۔ کہ آپ عیسائیوں مسلمانوں اور یہودیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں آپ نے تمام مذاہب عالم کے پیروؤں سے کہا۔ کہ ان کی مذہبی کتابوں میں ایک مصلح عالم کی آمد کی جو پیشگوئیاں ہیں۔ وہ تمام آپ کی ذات میں پوری ہو چکی ہیں۔ آپ نے ہر قسم کے معجزات دکھائے اور آثار و علامات زمانہ کو پیش کیا لیکن خدا کے قدیم مقدس انبیاء کی طرح آپ کی مخالفت کی گئی۔ اور تمام مذاہب کے لوگوں اور ان کے راہنماؤں کی طرف سے آپ پر شدید سختیاں کی گئیں۔ آپ کے بعض پیروؤں کو صرف اس بناء پر سنگسار کیا گیا۔ کہ وہ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ بایں ہمہ آپ کے پیرو ہر روز بڑھتے گئے۔ مظالم ابھی تک جاری ہیں۔ لیکن آپ کے متبعین تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ اور آپ کے پیروؤں کی تعداد کئی لاکھ تک پہونچ گئی ہے۔

آپ نے یہ پیشگوئی کی ہے۔ کہ تمام مخالفت کے باوجود مواخات عالم آپ کے ذریعہ دنیا میں قائم ہونے والی ہے۔ تا دنیا کی مختلف اقوام کے درمیان صلح و آشتی اور محبت و مودت کے تعلقات پیدا ہو جائیں۔

تربیت اولاد کا اہم فرض

یہ امر محتاج بیان نہیں۔ کہ جماعت کی ترقی کا زیادہ تر مدار ان احمدی بچوں پر ہے۔ جو ہمارے بعد میدان عمل میں آنے والے ہیں۔ زندہ قوم کی علامت یہی ہے۔ کہ اس کا ہر قدم آگے بڑھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن جیسا دنیا کو پاتا ہے اس سے بہتر چھوڑتا ہے۔ اس ارشاد عالی کا مدعا یہ ہے۔ کہ ایک مومن شعبہ ایمان میں بھی اور دیگر شعبوں میں بھی اپنی اولاد کو اپنے سے بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس مدعا کے حصول کے لئے تربیت اولاد کے اہم فرض کو بڑی محنت اور کوشش سے ادا نہ کیا جائے۔ مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ نظارت ہذا کو وقتاً فوقتاً جو رپورٹیں ملتی ہیں۔ ان میں سے گو بعض خوش کن بھی ہوتی ہیں۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جماعت کے ایک کثیر حصہ نے تربیت اولاد کے اہم فرض کی ذمہ واری کو کما حقہ نہیں سمجھا۔ اور اس فرض کو نہ تو خود ادا کرتے ہیں۔ اور نہ ان اداروں کے سپرد کرتے ہیں۔ جو اس غرض کے لئے قائم ہیں۔ تربیت اولاد کی اہمیت اور اس کی ترقی اور کامیابی کے متعلق پاک بندوں کی دلی تڑپ کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک امتحان میں ڈالا۔ تا کہ ان کو انعام دے اور وہ اس امتحان میں پورے اترے۔ تو اللہ تعالےٰ نے انعام کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔ انی جاعلک للناس اماماً۔ میں تجھ کو لوگوں کا راہنما مقرر کرتا ہوں۔ اگر کسی دنیا دار انسان کو ایک دنیا کا بادشاہ یہ لفظ کہدے۔ تو شاید وہ خوشی سے جامہ سے باہر ہو جائے۔ اور اسے دنیا و مافیہا کا کوئی خیال نہ رہے۔ لیکن جب ایک نہایت پاک انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ دیا تو وہ فوراً بول اٹھے۔ کہ مجھے تو انعام ملا۔ مگر کیا میری اولاد کو بھی ملے گا۔ اور مطمئن نہیں ہوتے۔ جب تک یہ الہٰی ارشاد سن نہیں لیتے۔ کہ ہاں مگر ظالموں کو نہیں۔ اور اس کے بعد اپنی پوری کوشش اس امر پر لگا دیتے ہیں۔ کہ ان کی اولاد ظالم نہ ہو۔

دوستو الہٰی وعدے اٹل ہیں۔ اب بھی ترقیات کے تمام وعدے موجود ہیں۔ اپنی اور اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرو۔ کہ ظلم اپنے ہر پہلو سے جماعت سے خارج ہو جائے۔ پھر فوری ترقی یقینی ہے سکرٹریان تعلیم و تربیت اور عہدیداران بالخصوص اس بارہ میں جدوجہد کریں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہم سب کے شامل حال ہو۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

عہدیداران انجمن ہائے احمدیہ تحصیل گورداسپور و پٹھانکوٹ کے لئے اعلان

انجمن احمدیہ دولت پور متصل پٹھانکوٹ کو احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لئے مبلغ دو صد روپیہ تک تحصیل گورداسپور و پٹھانکوٹ کی انجمنوں سے چندہ فراہم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ انجمن احمدیہ دولت پور کی طرف سے اگر کوئی صاحب میری چٹھی لے کر تعمیر مسجد کے چندہ کی فراہمی کے لئے تشریف لائیں۔ تو ان کو با قدر رسید چندہ دے سکتے ہیں۔ لیکن اس امر کا خیال رکھا جائے کہ اس چندہ کی وجہ سے مرکزی چندہ پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیئے۔ عہدیداران جماعت مقامی سے امید ہے کہ وہ اس چندہ کی فراہمی میں کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

بقایا کی وجہ سے منسوخ ہونیوالی وصایا دوبارہ منظور نہ کی جائینگی

بقایا داران موصیان حصہ آمد کے متعلق کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے۔ کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جن موصیان حصہ آمد کا بقایا ادا نہ ہوگا۔ یا ادائیگی بقایا کے متعلق نظارت ہذا سے انہوں نے مہلت حاصل نہ کر لی ہو۔ ان کی وصایا بغرض منسوخی مجلس کار پرداز میں پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ بالا اعلانات کے بعد بعض موصیوں کی طرف سے خطوط آئے ہیں۔ کہ ہماری وصایا منسوخ کر دی جائیں۔ ہم بعد میں دوبارہ وصیتیں کر دیں گے۔ اس کے متعلق واضح کر دیا جاتا ہے۔ کہ ایسے موصیوں کی دوبارہ وصایا نہیں لی جائینگی۔ جو بقایا کی وجہ سے منسوخ کرائیں گے۔

(سیکرٹری مقبرہ بہشتی۔ قادیان)

تبلیغی رپورٹ انصار اللہ بابت جولائی ۱۹۳۶ء

نام جماعت	تعداد انصار اللہ	تعلیمی اجلاس	حاضری	دیہات زیر تبلیغ	تبلیغ کرنے والے انصار اللہ	جلسے مناظرے	افراد زیر تبلیغ	لٹریچر	بیعت
۱۔ ادرحماں	۲۵	۴	۲۵	۱۰	۲۵	۱	۵۱۳	۹۱	۱
۲۔ گنج مغل پورہ	۱۴	۱	۱۲	۲	۱۲	۱	۲۰	۸۷	۱
۳۔ جہلم	۱۱	۲	۹	۱	۱۱		۷	۲۰۰	
۴۔ رتہال	۸	۱	۵	۴	۵	۱			
۵۔ لدردن	۴	۲	۲	۲	۳	۱	۵	۳۰	
۶۔ سکندر آباد				۴				۸۵/۳۵	۲
۷۔ شاہ مسکین	۶	۲	"	۱	۶	۲	۵۸	۳۰۰	
۸۔ بستی رنداں	۳			۵	۳				
۹۔ بٹرعہ	۳۷			۵	۳		۱۴۵		
۱۰۔ اکھنور	۹	۳	۶	۱	۹	۱	۲	۳۰	
۱۱۔ چک ۹۹ شمالی	۸			۵	۱۰		۷۲		
۱۲۔ اٹھوال	۴۰	۲	۳۰	۲۲	۱۰		۱۱۲	۱۰۰	
۱۳۔ قادیان محلہ دارالرحمت	۶۴	۴	۶۴	۱۲	۶۴		۱۰۰	۱۲	
۱۴۔ چک ۱۰۲ مرزا دالا	۵	۲	۳	۲	۳	۲	۴۶	۳	
۱۵۔ سنگرور	۸				۱	۲		۴	۱
۱۶۔ ملن	۴	۴	۳	۳	۴	۱		۴	
۱۷۔ احمدی پور	۶۰	۴	۶	۴	۶		۵۹	۱۰	
۱۸۔ سرگودھا	۱۴	۲	۱۴		۱۴			۵۳	
۱۹۔ بھوماں ڈیالہ	۵	۲	۵	۲	۵	۱	۳۶	۴	
۲۰۔ لاہور شہر	۶۴			۱	۱۸		۴۷۸	۱۸۰۰	۱
۲۱۔ پان پور	۳	۲	۳	۳	۳	۲	۲۲	۴	
۲۲۔ کلکتہ	۹	۴	۵	۱	۵	۷	۱۵۶	۲۳۵	۴
۲۳۔ شاہ مسکین	۶	۳	۶	۶	۶	۲	۵۸	۳۰۴	
۲۴۔ سارچور	۳	۴	۳	۱۰	۳	۱	۲۴		
۲۵۔ بھیرہ چینی	۳۳	۲	۳۲	۹	۳۳		۲۰۰	۵۰	
۲۶۔ لائل پور	۲۴	۲	۲۰	۴	۱۶	۱	۱۸۸	۵۰۰	۱
۲۷۔ محمود آباد (فارم)	۲۲	۲	۲۱	۱۲	۲۰		۷۸	۲۰	
کل میزان	۴۳۵	۵۴	۲۷۶	۱۳۷	۲۹۹	۲۴	۲۲۰۳	۸۰۰۷	۷

انصار اللہ کی دیگر جماعتوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی کارگذاری کی رپورٹ ماہوار دفتر تبلیغ میں ارسال فرمایا کریں۔ اور جن انصار اللہ نے ابھی فارم پُر کر کے نہیں بھیجے انہیں بھی اس طرف جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ (انچارج تحریک انصار اللہ قادیان)

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج میں داخلہ

(۱) پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں اس ٹرم کے لئے جو ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی۔ چند خالی اسامیوں کے واسطے درخواستیں مطلوب ہیں۔

(۲) مقامی حکومت کی سفارش پر ہز ایکسی لینسی حضور کمانڈر انچیف طلبا کو نامزد کریں گے

(۳) پنجاب کے درخواست کنندگان ایک سیلیکشن بورڈ (مجلس انتخاب)، جس کے صدر ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر ہونگے کے روبرو مورخہ ۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو بروز دوشنبہ گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں پیش ہونگے۔

(۴) محولہ بالا مجلس انتخاب کے روبرو پیش ہونے کی غرض سے درخواستیں اسی ضلع کے جہاں درخواست کنندہ عام طور پر سکونت رکھتا ہو۔ ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے ایسی تاریخوں پر پیش کی جائیں کہ وہ پرائیویٹ سکرٹری ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو یا اس سے پیشتر پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواست کے نمونے اور ہر قسم کی مزید واقفیت متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۵) درخواستوں کے ہمراہ مندرجہ ذیل دستاویزات ہونی چاہئیں۔ (الف) عمر کے متعلق سارٹیفکیٹ۔ (ب) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میں ہندوستانی فوج ایر فورس یا رائل انڈین نیوی میں ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ (ج) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اسی مضمون کا کہ مجھے مقررہ فیس کی مقدار کے متعلق علم ہے اور میں مقررہ فیس ادا کر سکتا ہوں اور ادا کرنے کے لئے تیار رہوں (د) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اسی مضمون کا کہ درخواست کنندہ غیر شادی شدہ ہے اور جب تک وہ کالج میں رہے گا اور بعد ازاں جب تک وہ انڈین ملٹری اکاڈیمی۔ رائل ایر فورس کالج کرنیول یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے لئے تعلیمی نصاب مکمل نہیں کرے گا شادی نہیں کریگا۔ (۶) درخواست کنندگان کی عمر کم سے کم گیارہ سال ہونی چاہیئے۔ مگر ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء سے ۱۲ سال سے کم ہونی چاہیئے۔ (۷) جن درخواست کنندگان کو سیلیکشن بورڈ منتخب کرے گا۔ ان کا ۳ نومبر ۱۹۳۶ء کو انڈین ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی میں طبی معائنہ کیا جائے گا۔ (۸) کالج بیشتر ان ہندوستانی یا اینگلو انڈین نوجوانوں کے لئے ہے جو بعد ازاں ہندوستان کی بری افواج۔ انڈین ایر فورس یا رائل انڈین نیوی میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے کسی کیڈٹ کالج میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اور ان صیغوں میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنا مستقل پیشہ بنانے کے خواہشمند ہوں۔ اس جماعت کے طلبا کالج میں رعایتی فیس پر داخل کئے جاتے ہیں۔

اگر اس جماعت کے کسی ایک ٹرم کے لئے درخواست کنندگان کی اتنی تعداد اس ٹرم کے متعلق خالی آسامیاں پُر کرنے کے واسطے ناکافی ہو۔ تو ایسے درخواست کنندگان جو محولہ بالا صیغہ جات میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنی زندگی کا مستقل پیشہ بنانا نہیں چاہتے وہ اتنی رقم ادا کرنے پر کالج میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو حکومت ایک کیڈٹ کو کالج میں تعلیم دلانے پر صرف کرتی ہے

(۹) نصاب تربیت۔ فیس۔ طبی علاج کالج سے نام خارج کرانے یا کرنے وظائف اور انتظام قیام و طعام وغیرہ کے متعلق جملہ معلومات اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ جہاں امیدوار عام طور پر سکونت رکھتا ہے۔

(ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات۔ پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ھنڈسے ۲ ستمبر کل محاذ آئرون پر باغیوں اور سرکاری فوج کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ جانبین جدید ترین اسلحہ سے مسلح سے تھے لیکن باغی شدید بمباری کے باوجود پیشقدمی نہ کر سکے۔ باغی سپاہی گردہ درگردہ آ رہے تھے اور حکومت کی توپیں انہیں تباہ کر کے رکھ دیتی تھیں۔ چنانچہ حملہ آور دفاعی رنگ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور اپنے پیچھے مقتولین کی کافی تعداد چھوڑ گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آئرون میں ۲۷ عمارتیں گولہ باری سے منہدم ہو گئیں۔ غیر سرکاری طور پر اندازہ لگایا گیا ہے کہ گذشتہ دو دن جنگ کے دوران میں ۱۶۰۰ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

کراچی ۲ ستمبر کوریا سے حیدر آباد کے ایک اخبار کو برقیہ موصول ہوا ہے کہ کوریا میں کوئٹہ سے بھی زیادہ ہلاکت خیز زلزلہ آیا ہے۔ ۳۰ اگست کو پہلے زلزلہ آیا اس کے بعد سمندر کے طوفان نے سارے علاقہ کو تہ و بالا کر دیا۔

لاہور ۲ ستمبر اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ دریائے راوی میں بھر سیلاب آ رہا ہے۔ مادھوپور کے ہیڈ ورکس میں دو گھنٹوں میں پانی کی سطح ۴ فٹ بلند ہو گئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر لاہور کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ راوی میں ۱۲ فٹ پانی چڑھ آئے گا۔ چنانچہ دیہات کے لوگوں کو اس خطرہ سے آگاہ کر دیا گیا۔

جبل الطارق ۲ ستمبر ملاگا پر باغیوں کا قبضہ یقینی ہے۔ پناہ گزینوں کا بیان ہے کہ باغی شہر کے تین میل کے فاصلہ پر پہنچ چکے ہیں۔ شہری ہوائی تاخت کے خطرہ سے سخت مضطرب ہیں۔

شملہ ۲ ستمبر صوبہ سرحد میں سیلاب کی وجہ سے سڑکوں اور آبپاشی کے ذرائع کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ وزیرستان میں خصوصاً زیادہ نقصان ہوا ہے۔

لنڈن ۲ ستمبر فلسطین کے متعلق شاہی کمیشن اپنا کام اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں شروع کرے گا۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) ایک برطانی اخبار کا نامہ نگار متعینہ میڈرڈ رقمطراز ہے کہ ہسپانیہ کے فسطائی باغیوں نے مراکش کے موروں (عربوں) سے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ ہسپانیہ میں فسطائی حکومت قائم ہو جانے کے بعد مراکش کو آزاد کر دیا جائے گا۔ اور ہسپانیہ میں عربوں کے حقوق شہریت اور تجارت کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ اندلس کے آثار قدیمہ میں سے اسلامی عمارات اور مساجد کو واگذار کر دیا جائے گا۔

لنڈن ۲ ستمبر مسٹر لائڈ جارج جرمنی جا رہے ہیں۔ جہاں وہ یورپ کے عام حالات کے متعلق ہٹلر سے گفتگو کریں گے اور جرمنی کے زراعتی سکیم کے اداروں کا معائنہ کریں گے۔

شملہ ۲ ستمبر آج اسمبلی کے اجلاس میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں کے متعلق بل پر بحث شروع ہوئی۔ آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب ریلویز اینڈ کامرس ممبر نے تین دن کی بحث کے جواب میں تقریر کی اور کہا۔ کہ بحث سے مختلف قسم کے اعتراض ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے بل کو شائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ بغیر ٹکٹ سفر کرنے والے ۵ لاکھ روپیہ سالانہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ ریلوے سٹیشنوں کے گرد جنگلہ لگانے کا خرچ ۳ کروڑ روپیہ ہوگا۔ جسے فی الحال برداشت کرنا ناممکن ہے۔ اس پر چار بج گئے۔ اور تقریر ختم کر دی۔ جسے آپ کل مکمل کریں گے۔

شملہ ۲ ستمبر آج اسمبلی میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر کے بعد مسٹر اے جینیڈر نے تحریک التوا پیش کرتے ہوئے ہندوستان اور برطانیہ کے تجارتی عہدنامہ اور سر جوزف بھور (سابق کامرس ممبر) کے مواعید کا اعادہ کیا۔ اور اعتراض کیا کہ ان مواعید کا احترام نہیں کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ گورنمنٹ کی ریونیو پوزیشن کے متعلق جو اعلان شائع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت مصنوعات کے تحفظ کے بارے میں امتیازات روا رکھے جا رہی ہے اس تحریک پر مختلف ارکان نے تقریریں کیں۔

آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت کا فرض ہے کہ تحفظات کے مطابق محصول میں کمی و بیشی کرے۔ بورڈ کی رپورٹ دیر سے موصول ہوئی۔ لہذا اخراجات اور آمدنی کے متعلق حکومت کو تذبذب رہا۔ علاوہ ازیں بورڈ نے کوئی ایسی سفارش نہیں کی تھی۔ کہ جس سے تعویق و التوا کی ضرورت محسوس ہوتی۔ آپ کی تقریر کے ختم ہونے پر پونے چھ بج چکے تھے۔ متعدد ارکان کی طرف سے بحث کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن صدر نے سر جیمز گرگ کو جوابی تقریر کے لئے بلایا۔ جس پر مخالف جماعت کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ صدر نے بحث ختم کرنے کی درخواست کو قبول نہ کیا اس پر مخالف جماعت مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کی قیادت میں "شرم شرم" کے نعرے بلند کرتی ہوئی واک آؤٹ ہو گئی۔ واک آؤٹ کرنے والوں کی تعداد ۴۰ تھی۔

شملہ ۲ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ بلدیہ لاہور کے چار ارکان کو عنقریب علیحدہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے خلاف بعد تحقیقات بہت سے الزامات ثابت ہوئے ہیں۔

الہ آباد ۲ ستمبر کل لکھنؤ کے دفتر میں ایک مجسٹریٹ پر جوتا پھینکا گیا۔ جس سے عدالت میں سنسنی پھیل گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مجسٹریٹ نے کسی شخص کی کوئی درخواست مسترد کر دی۔ جس پر اس نے جوتا اتار کر مجسٹریٹ پر پھینک مارا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔

پیرس ۲ ستمبر یہاں اس بات کا انکشاف کیا گیا ہے کہ جرمنی اپنے بڑھتے ہوئے عزائم کے ساتھ ہسپانوی معاملات میں اس لئے دخل انداز ہو رہا ہے کہ جرنیل فرینکو ہر ہٹلر کی اس کی حوصلہ افزائیوں اور خدمات کا معاوضہ ضرور دے گا۔ اور مراکش کی وسیع ہسپانوی نوآبادی جرمنی کو دے دیگا۔

بیت المقدس ۲ ستمبر امیر عبد اللہ والیٔ شرق اردن نے فلسطین کے عرب قائدین کو عمان بلایا ہے۔ تاکہ مصالحت کے متعلق کوئی تسلی بخش راہ تلاش کی جا سکے۔ عرب رہنما عمان روانہ ہو گئے ہیں۔

لزبن ۲ ستمبر مراکش کے مشہور باغی جرنیل مولا نے جس کے ساتھ مراکش سے ۲۴ ہزار سپاہ ہسپانیہ میں آئی ہے رائیٹر کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ ہماری فتح و نصرت کی ساعت بالکل قریب آ گئی ہے لیکن ملک میں جنگ و جدال موسم سرما کے اخیر تک جاری رہے گا۔

شملہ ۲ ستمبر آج اسمبلی میں سردار سنت سنگھ کے ایک سوال کے جواب میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب نے کہا۔ سر فیروز خان نون کو لنڈن میں ہائی کمشنر اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے فرائض کو پوری قابلیت کے ساتھ سرانجام دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ نے ان کی تقرری پر "ٹریبیون" کے تبصرہ کو نہیں دیکھا۔

مسوری ۲ ستمبر ہفتہ کی رات مسوری میں ۱۱ انچ بارش ہوئی جس سے سابقہ بارش کا ریکارڈ مات ہو گیا ہے بارش کے بعد ایک شدید طوفان باد آیا۔ جس کے نتیجہ میں بے حد نقصان ہوا۔

پٹنہ (بذریعہ ڈاک) ہفتہ مختتمہ ۱۵ اگست میں بہار میں چیچک کی ۲۵۲ وارداتوں میں سے ۱۲۶ مہلک ثابت ہوئیں۔ اسی طرح ہیضہ کی ۹۴ وارداتوں میں سے ۴۸ مہلک ثابت ہوئیں۔

امرتسر ۲ ستمبر امرتسر کے ایک بیرسٹر نے جو استقلال افغانستان کے موقع پر کابل گئے ہوئے تھے واپس آ کر اخباری نمائندہ کو مطلع کیا ہے کہ حکومت افغانستان نے بعض سرحدی سکھوں کو شہروں میں آنے کا جو حکم دیا ہے۔ اس میں مذہبی تعصب کا کوئی دخل نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ سکھ اور ہندو جو سرحد پر رہتے تھے۔ وہاں سے بغیر محصول کے اشیا ملک میں داخل کرتے تھے۔ جس سے حکومت کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی